Open Access

العرفان

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 10, Issue 19, Jan-June 2025,

Email: alirfan@mul.edu.pk

تاریخ وسیرت کی روشنی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے احوال وآثار

A Historical and Biographical Study of the Life of Al-Mughirah ibn Shu'bah (RA)

Sahib Din
PhD Scholar, Government College University Faisalabad
sahibdin08454@gmail.com

Hafiz Muhammad Adil
Lecturer, RB Institute of Nursing New Muslim Town Lahore

ABSTRACT

The document serves as a comprehensive historical account of Hazrat Mughira bin Shu'bah (RA), a prominent companion of the Prophet Muhammad (PBUH), detailing his pivotal role in the expansion and consolidation of Islamic governance and society. It traces his lineage, early life, and conversion to Islam, highlighting his dedication and strategic brilliance in various capacities, including as a diplomat, military leader, and governor of key regions like Basra and Kufa. Notable accomplishments include his significant contributions to the Islamic conquests of Persia and his leadership in battles such as Qadisiyyah and Nahawand, where his tactical expertise was instrumental in defeating formidable adversaries. The narrative also explores his ethical conduct, exceptional oratory skills, political sagacity, and adherence to Islamic values, presenting a nuanced portrait of a leader who exemplified resilience, wisdom, and faith. Additionally, the text provides insights into the socio-political challenges of the time and their resolution through the principles of justice and accountability, offering enduring lessons for governance and leadership in Islamic history.

Keywords:

Islamic governance, Diplomacy, Military leadership, Islamic conquests, Political sagacity, Resilience and faith.

تاریخ اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا مطالعہ ایک ایسا موضوع ہے جو نہ صرف علم و عرفان کا خزانہ فراہم کرتا ہے بلکہ اس سے اسلامی تعلیمات کی عملی تعبیر بھی سامنے آتی ہے۔ ان عظیم ہستیوں نے اپنے ایمان، عمل اور اخلاق کے ذریعے دنیا کے سامنے وہ نمونہ پیش کیا جو تا قیامت رہنمائی کا ذریعہ بنے گا۔ انہی جلیل القدر صحابہ میں سے ایک اہم شخصیت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی ہے، جنہوں نے اسلام کی تبلیغ، اسلامی ریاست کی مضبوطی اور دین کی سربلندی کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں، ان کا شمار نبی کریم ﷺ کے ان صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی حکمت، شجاعت اور سیاسی بصیرت سے اسلامی تاریخ کے کئی اہم مواقعوں پر اپنی موجودگی کو نمایاں کیا، ان کی حیات و خدمات کا مطالعہ اسلامی تاریخ میں بصیرت افروز پہلو فراہم کرتا ہے اور ان کے آثار ان کی غیر معمولی شخصیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

تاریخ و سیر کی مستند کتابوں میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے مختلف پہلو، ان کے سیاسی و سماجی کارنامے اور ان کے اخلاق و کردار کو نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہاں ان کے احوال و آثار کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا تاکہ ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمجھا جاسکے اور عصر حاضر کے لئے ان سے رہنمائی حاصل کی جاسکے۔

تعارف:

نسب نامہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قسی (ثقیف) بن منبہ بن بکر بن ھوازن بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان، الثقفی۔(1) حجاز کے شہر طائف (603ء) میں پیدا ہوئے، قبیلہ ثقیف سے تعلق تھا، پانچ ہجری میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔(2)

حضرت مغیرہؓ کی کنیت ابو عیسیٰ تھی اور کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ ابو محمد تھی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ اپنی کنیت "ابو عبد اللہ" رکھ لو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے میری یہ کنیت رکھی تھی تو حضرت عمرؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ نے بخش دیئے ہوئے ہیں اور ہم تو ایک دوسرے جیسے لوگ ہیں۔ (ہم میں کوئی بھی دوسرے سے افضل و اعلیٰ نہیں)، چنانچہ حضرت مغیرہؓ اپنی وفات تک ابو عبد اللہ ہی کہلاتے رہے۔ (سیدنا عمرؓ نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے سے اس وجہ سے منع کیا کہ اس بات کا خدشہ تھا کہ لوگ اس وہم میں نہ مبتلا ہو جائیں کہ حضرت

---

(1)۔ ابن سعد، محمد، (1410ھ)، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 173/5

(2)۔ الزرکلی، خیر الدین بن محمود، (1345ھ)، الأعلام، قاہرہ: مطبعۃ العربیۃ، 385/7

عیسیٰ علیہ السلام کا بھی کوئی باپ تھا، یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ یہ کنیت رکھنا آپ ﷺ کی خصائص میں سے ہے اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ عام مسلمان ہیں اور یہ نہیں معلوم کہ ہمارا انجام کیا ہو۔)(1)

آپؓ کی والدہ کا نام ''امامہ بنت الافقم بن ابو عمرو بن تیم بن جعیل بن عمرو بن دہمان بن نصر'' تھا۔ایک اور روایت کے مطابق: ان کی والدہ کا نام ''اسماء بنت الافقم تھا، جو ابو عمرو بن ظویلم بن جعیل بن عمرو بن دہمان بن نصر'' کی بیٹی تھیں۔(2)

فضائل و مناقب حضرت مغیرہ بن شعبہؓ:

آپؓ ذہین و فطین، باہمت، فصیح البیان، بلند پایہ حاکم، تجربہ کار جرنیل، نظم ونسق کے ماہر، حکمت و فراست، سیاسی تدبر اور حلم و کرم، شجاعت و بہادری، عشق رسولؐ میں بے قرار رہنے والے جلیل القدر صحابی رسولؐ تھے۔'' مغیرۃ الرائے'' کے لقب سے مشہور تھے۔ عرب کے چار بڑے عقلمند اور مدبر افراد (دھاۃ العرب) میں سے ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی تھے،ان کے بارے میں کہا گیا کہ آپؓ غیر معمولی ذہانت اور ہر پیچیدہ مسائل یا مشکل کو سلجھانے کی صلاحیت رکھتے تھے اور تنازعات، سیاسی و سماجی الجھنوں کو حل کرنے کی غیر معمولی مہارت بھی رکھتے تھے۔آپؓ ایک زیرک اور حکمت عملی رکھنے والے صحابی رسول تھے۔وفد ثقیف کے ہمراہ مصر کے بادشاہ مقوقس سے ملاقات کی۔(3) بارگاہ رسالت میں گزارے ہوئے لمحات کو خوب یاد رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں: ایک موقع پر میری مونچھیں لمبی تھیں، نبی کریم ﷺ نے مسواک رکھ کر میری مونچھوں کو تراش دیا۔(4) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے صلح حدیبیہ، یمامہ کی جنگ اور فتوحات شام میں حصہ لیا۔ معرکہ یرموک میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی، انہوں نے قادسیہ، نہاوند، ہمدان اور دیگر جنگوں میں بھی شرکت کی، حضرت عمرؓ نے انہیں بصرہ کا گورنر مقرر کیا، جہاں انہوں نے کئی علاقے فتح کئے، بعد میں حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر کے کوفہ کا گورنر بنایا۔ گورنر بحرین بھی رہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے انہیں کوفہ کی گورنری پر برقرار رکھا، لیکن بعد میں انہیں معزول کر دیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان فتنہ

---

(1)۔السجستانی، سلیمان بن اشعث،(۱۴۲۱ھ)،ابوداؤد، سنن ابوداؤد، بیروت: داراحیاء التراث العربی، رقم الحدیث:1235

(2)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ،254/5

(3)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ،256/5

(4)۔ابوداؤد، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:3541

(جنگ صفین) کے دوران انہوں نے غیر جانبداری اختیار کی اور واقعہ حکمین میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ نے انہیں دوبارہ کوفہ کا گورنر بنایا، اور وہ اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔(1)

محافظ وخادم رسول ﷺ:

حضرت مغیرہ ثقفیؓ محافظ رسول اللہ ﷺ بھی تھے اور ہمیشہ تلوار کے ساتھ آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے تیار رہتے تھے، جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر محافظ رسول ﷺ کی خدمات انجام دیں، اکثر سفر و حضر میں خادم رسول ﷺ کے بھی فرائض سرانجام دیتے تھے اور آپ ﷺ کا وضو کا برتن ساتھ رکھتے تھے۔(2)

کاتب رسول ﷺ:

حضرت مغیرہ ثقفیؓ عرب کے ان نامور کاتبین میں شامل تھے جو نبی کریم ﷺ کے حکم پر اہم تحریری امور انجام دیتے تھے۔ روایات کے مطابق مختلف خطوط و معاہدات جو آپؓ نے بحیثیت کاتب رسول ﷺ تحریر فرمائے، درج ذیل ہیں:

- رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بن کعب کے اسقف، نجران کے اساقفہ، کاہنوں، راہبوں اور ان کے پیروکاروں کے لئے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے ایک خط تحریر کروایا، جس میں درج تھا کہ: ان کی عبادت گاہیں، عبادات، رہبانیت، اور زیر قبضہ چیزوں پر ان کا حق محفوظ رہے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ میں رہیں گے، کسی اسقف کو اس کی اسقفیت، کسی راہب کو اس کی رہبانیت، اور کسی کاہن کو اس کے منصب سے نہیں ہٹایا جائے گا، ان کے حقوق، اقتدار اور امور میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ وہ نیک نیتی سے عمل کریں، اپنے فرائض ادا کریں، نہ ان پر ظلم ہوگا اور نہ وہ ظلم کریں گے۔ ☆رسول اللہ ﷺ نے حصین بن نضلہ الاسدی کے لیے بھی حضرت مغیرہؓ سے ایک تحریر لکھوائی، جس میں فرمایا: ان کے لیے آراما (ایک زمین کا نام) اور کَسّہ (ایک جگہ کا نام) محفوظ ہیں اور ان میں ان کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ کرے۔(3)
- رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مغیرہؓ سے بنی ضباب (بنی الحارث بن کعب کی ایک شاخ) کے لیے ایک خط لکھوایا، جس میں ان کے علاقے "ساریہ اور رافعہ" کو ان کے لیے محفوظ قرار دیا، ان میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے، بشرطیکہ وہ: نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کریں۔ ☆رسول

(1)۔ابن الاثیر، علی بن محمد، ابوالحسن، (1415ھ)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، 238/5
(2)۔ابن کثیر، محمد بن اسماعیل، ابوالفداء، (1424ھ)، البدایۃ والنھایۃ، الریاض: دار عالم الکتب، 269/4
(3) ۔ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، 697/4

اللہ ﷺ نے بنی الحارث کی شاخ **بنی قنان بن ثعلبہ** کے لیے حضرت مغیرہؓ سے ایک تحریر لکھوائی، جس میں ان کے **مقام** کو محفوظ قرار دیا گیااور یہ ضمانت دی گئی کہ وہ **اپنے مال و جان کے معاملے میں امن** میں رہیں گے۔(1)

- رسول اللہ ﷺ نے یزید بن محجل الحارث کے لیے حضرت مغیرہؓ سے ایک خط تحریر کروایا، جس میں یہ ضمانت دی گئی: ان کے لیے نمرۃ (علاقہ)، اس کے چشمے اور وادی الرحمن کے حقوق محفوظ ہیں، جو ان کے جنگلات کے درمیان واقع ہیں، ان کے قبیلے بنی مالک اور عقبہ کے خلاف ان پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا، انہیں جنگ یا کسی اجتماعی کام کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔☆ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن اسود اور ان کی قوم طائی کے لیے سیدنا مغیرہ ثقفیؓ سے ایک تحریر لکھوائی، جس میں ان کے علاقے اور پانی کے ذخائر کو ان کے لیے محفوظ قرار دیا، جن پر وہ اسلام لائے، بشرطیکہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کریں۔(2)
- رسول اللہ ﷺ نے بنی جوین الطائی کے لیے حضرت مغیرہؓ سے ایک تحریر لکھوائی، جس میں یہ ہدایات اور ضمانتیں دی گئیں: وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے، نماز قائم کی، زکوٰۃ دی، مشرکین سے علیحدہ ہوئے، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی، مال غنیمت سے اللہ کا پانچواں حصہ اور نبی ﷺ کا حصہ ادا کیااور جو شخص اپنے اسلام کی گواہی دے، ان کے لیے اللہ اور محمد ﷺ بن عبد اللہ کی امان ہے۔ان کے لیے وہ زمینیں، پانی کے ذخائر اور سب کچھ محفوظ ہے، جن پر وہ اسلام لائے، ان کی بھیڑ بکریوں کے چرنے کی چراگاہیں اور رات کے آرام کی جگہیں بھی محفوظ رہیں گی۔☆ رسول اللہ ﷺ نے بنی جرمز بن ربیعہ (جو کہ قبیلہ جہینہ سے تھے) کے لیے بھی سیدنا مغیرہؓ سے ایک تحریر لکھوائی، کہ وہ اپنے شہروں میں امن سے رہیں گے اور ان کے لیے وہی کچھ ہے جس پر وہ اسلام لائے۔(3)

سفیر رسول ﷺ:

سرور کائنات ﷺ نے مختلف لوگوں، قوموں اور بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام اور مختلف مقاصد کے لئے اپنے سفیر بھیجے۔ان میں جلیل القدر صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفیؓ سفیر رسول ﷺ بن کر اہل نجران کے پاس گئے۔آپؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجران بھیجا (وہاں عیسائی آباد تھے)، تو انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ: تم لوگ (قرآن میں) پڑھتے ہو: "يَا أُخْتَ هَارُونَ"، جبکہ ہارون اور موسیٰ علیہما السلام تو عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے کے ہیں (اور ان کے درمیان کئی صدیوں کا فاصلہ ہے تو حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن

1۔الصالحہ الشامی، محمد بن یوسف، (1414ھ)، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 393/11

2۔ایضاً، 393/11

(3)۔ایضاً، 394/11

کیوں کہا گیا؟)، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے انہیں کیوں نہیں بتادیا کہ وہ (بنی اسرائیل کے لوگ) اپنے سے پہلے گزر جانے والے انبیاء و صالحین کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھا کرتے تھے۔(حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی نجران روانگی کا مقصد دعوت دین، اسلامی تعلیمات کی وضاحت، عیسائیوں کے شبہات کا جواب دینا اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینا تھا، ان کی گفتگو اور وضاحت نے اسلامی موقف اہل نجران کے سامنے پیش کیا۔)(1)

مسلمانوں کے لیے ڈھال:

مسہراء کے مقام پر ایک چشمہ پھوٹا تو حضرت عمار بن یاسرؓ نے کوفہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ وہاں اپنی سواریوں کو مقامی مویشیوں کے اصطبل (مرابط) میں داخل کرنے کی کوشش کی، لیکن وہاں کے لوگوں نے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت عمر بن خطابؓ تک پہنچا، انہوں نے کہا کہ وہ وہاں ایک ایسا مضبوط اور مدبر شخص بھیجیں گے جو ان لوگوں کو مسلمانوں کی ضروریات کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے سے روکے، اس مقصد کے لیے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیجا اور ان کی تعریف میں فرمایا: "یہ مسلمانوں کے لیے ایک مضبوط ستون ہیں۔"(2)

تدبر اور معاملہ فہمی کا معیار:

تاریخ نے ان لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھا ہے جو اپنی عقل و دانش کے ذریعے دوسروں کے لیے راستہ ہموار کرتے اور فائدہ پہنچاتے ہیں، تابعی بزرگ حضرت قبیصہ بن جابرؒ فرماتے ہیں کہ: "میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی صحبت اختیار کی، اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں، اور ان میں سے ہر دروازے سے نکلنے کے لیے حکمت وتدبر اور ذہانت و فطانت کی ضرورت ہو تو سیدنا مغیرہؓ ان تمام دروازوں سے کامیابی کے ساتھ نکلنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔"(3) یہ سیدنا مغیرہؓ کے علم، تجربے اور سمجھ بوجھ کی گواہی ہے، اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فہم و فراست، تدبر اور معاملہ فہمی زندگی کے ہر میدان میں کامیابی کی چابی ہے، یہ قول رہنمائی اور حکمت کا ایک عظیم سبق ہے۔

---

(1)۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، (۱۴۱۴ھ)، الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفۃ الصحیح والمعلول وما علیہ العمل، بیروت: دار الفکر، رقم الحدیث:3155

(2)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 179/5

(3)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 50/60

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور سیدنا عمر بن خطابؓ کے دربار میں رسائی کا واقعہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ ''میں پہلا شخص ہوں جس نے اسلام میں رشوت بطور تحفہ دی۔ میں سیدنا عمر بن خطابؓ کے دربار میں حاضر ہونے کے لیے دروازے کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور اندر جانے کا انتظار کرتا تھا۔ایک دن میں نے حضرت عمرؓ کے دربان، یرفاء سے کہا: یہ عمامہ لے لو اور پہن لو، میرے پاس اس جیسا ایک اور بھی ہے،اس نے عمامہ لے لیا اور مجھے اندر جانے کی اجازت دینے لگا، یہاں تک کہ وہ مجھے دروازے کے پیچھے بٹھا دیتا تھا، جو بھی مجھے دیکھتا، وہ کہتا کہ یہ شخص ایسے وقت میں حضرت عمرؓ کے پاس جاتا ہے جب کسی اور کو اجازت نہیں دی جاتی۔''(1)اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی تعلقات میں تحفے یا رعایت کا استعمال بعض اوقات فائدہ مند ہو سکتا ہے، لیکن اس کا مقصد ناجائز مفادات حاصل کرنا نہیں ہونا چاہیے۔

کوفہ میں سلام امارت کی روایت کا آغاز:

طبقات ابن سعد میں حضرت سماک بن سلمہؒ سے مروی ہے کہ: سب سے پہلے جس شخص کو امیر کہہ کر سلام کیا گیا وہ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔(2) کوفہ میں سلام امارت کی روایت کا آغاز کندہ قبیلے کے ایک شخص کی طرف سے ہوا، جب سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ ''باب الرحبہ'' سے باہر نکلے، تو ابو قرہ نے انہیں سلام کیا اور کہا: ''السلام علیک أیھا الأمیر ورحمۃ اللہ''(آپ پر سلامتی ہو، اے امیر اور اللہ کی رحمت ہو!)۔ابتداء میں سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے اس انداز کو ناپسند کیا، لیکن ابو قرہ کندی نے دوبارہ یہی جملہ دوہرایا اور مزید کہا: ''السلام علیکم أیھا الأمیر ورحمۃ اللہ، السلام علیکم''قرہ نے مغیرہؓ سے سوال کیا: کیا میں ان لوگوں (آپ کے ساتھیوں) میں سے ہوں یا نہیں؟اس کے بعد سیدنا مغیرہؓ نے اس انداز سلام کو قبول کر لیا،اور یوں کوفہ میں ''سلام امارت'' کی بنیاد پڑی۔(3)

(یہ واقعہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ معاشرتی اقدار اور رویئے کیسے تدریجاً تبدیل ہو سکتے ہیں اور نئے رجحانات کو کس طرح قبول کیا جاتا ہے۔)اسلامی ادب واحترام کا ایک شاندار نمونہ ہے جو حاکم یا امیر کے لئے عزت وتوقیر کا اظہار کرتا ہے۔)

---

(1)۔ابن عساکر، علی بن الحسن، ابوالقاسم،(1415ھ)،تاریخ مدینہ دمشق، بیروت: دارالفکر،40/60

(2)۔ابن سعد، طبقات الکبریٰ،143/8

(3)۔البخاری، محمد بن اسماعیل،(1419ھ)،الأدب المفرد، الریاض: مکتبہ المعارف، ص572

حلیہ مبارک:

حضرت مغیرہ ثقفیؓ لمبے قد، سرخی مائل گھنگریالے اور گھنے بالوں، چوڑے ماتھے، مضبوط بازوؤں اور پتلے ہونٹوں کے حامل شخصیت تھے۔آپؓ اپنے بالوں کو سرخی مائل خضاب سے رنگتے تھے، سر کے بالوں کو چار حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔، دانتوں میں فاصلہ تھا، چوڑے شانوں والے تھے۔ جنگ یرموک میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔(1)امام زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:"رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کھڑے ہو کر سورج کی طرف دیکھا تو ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔"(2)عبدالملک بن عمیرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا مغیرہؓ کو دیکھا کہ :آپؓ اپنی داڑھی کو زرد خضاب سے رنگتے تھے۔ایک روایت کے مطابق :سب سے پہلے جنہوں نے بالوں کو کالے رنگ سے خضاب کیا، وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تھے،جب آپؓ سفید بالوں کے ساتھ عوام کے سامنے آئے، لوگوں نے ان کے اس بدلے ہوئے حلیے کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔(3)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ و تابعینؒ:

آپؓ سے کئی صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے احادیث روایت کیں۔ ان کے راویوں میں علم و تقویٰ کے حامل افراد شامل ہیں، جو اسلامی علوم کی ترویج میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں حضرت عمرؓ ، ابو امامہ الباہلیؓ، مسور بن مخرمہؓ اور قرۃ المریؓ نے روایات بیان کی ہیں اور تابعین میں ان کے بیٹے عروہ، حمزہ اور عقار، ان کے آزاد کردہ غلام ورادؒ اور دیگر راویوں میں عمرو بن وہبؒ ، ابو بردہؒ بن ابو موسیٰ اشعریؓ اور ان کے شاگرد زیاد بن علاقہؒ ، عروہ بن زبیرؒ، مسروق بن اجدع الکوفیؒ، قیس بن ابی حازم، ابو وائل شقیق بن سلمہؒ، علی بن ربیعہ الوالبی ،ابو ادریس الخولانی اور عامر بن شراحیل الشعبیؒ شامل ہیں۔(4)

نور نبوت کی پہلی جھلک:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب میں اور ابو جہل بن ہشام مکہ کی ایک گلی میں چل رہے تھے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ ﷺ نے ابو جہل کو مخاطب کرتے

---

(1)۔ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،180/5

(2)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،22/60

(3)۔ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،179/5

(4)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،13/60

ہوئے فرمایا: اے ابوالحکم! اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف آؤ، میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ ابوجہل نے جواب دیا: اے محمد ﷺ! کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دوگے؟ کیا تم صرف یہ چاہتے ہو کہ ہم تسلیم کرلیں کہ تم نے پیغام پہنچادیا؟ تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تم نے پیغام پہنچادیا۔ لیکن اللہ کی قسم! اگر مجھے یقین ہو جائے کہ تمہاری بات سچ ہے تو میں تمہاری پیروی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر چلے گئے، اور ابوجہل نے مغیرہؓ سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ محمد (ﷺ) جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے، لیکن بنی قصی نے کہا: ہمارے پاس حجابہ (حاجیوں کی خدمت) ہوگی، ہم نے قبول کیا۔ ہمارے پاس ندوہ (مشاورت کی جگہ) ہوگی، ہم نے قبول کیا۔ ہمارے پاس لواء (جھنڈا) ہوگا، ہم نے قبول کیا۔ ہمارے پاس سقایہ (حجاج کو پانی پلانے کی خدمت) کا اعزاز ہوگا، ہم نے قبول کیا اور انہوں نے ہمیں کھلایا پلایا، یہاں تک کہ جب معاملات پیچیدہ ہوگئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے قبیلے سے ایک نبی ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں یہ کبھی نہیں مانوں گا۔(1) اس واقعہ میں مغیرہؓ نے پہلی بار آپ ﷺ کے دعوت و انداز کو قریب سے دیکھا، ایک اہم گواہ کے طور پر نظر آتے ہیں جنہوں نے ابوجہل کے خیالات اور رویئے کو بیان کیا۔ یہ ان کے مشاہداتی کردار کو ظاہر کرتا ہے جو ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کے لیے ایک اہم سبق کا ذریعہ بنا۔ یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ قیادت اور برتری کے معاملات میں حسد اور اناء حق کو قبول کرنے میں بڑی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ یہ واقعہ اسلام کی دعوت کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

داستان قبول اسلام:

یہ واقعہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہے، جب وہ اپنی قوم کے ساتھ کفر پر قائم تھے اور اسلام کے خلاف سخت رویہ رکھتے تھے۔ یہی واقعہ قبول اسلام کا سبب بنا۔ آپؓ قبیلہ ثقیف کی شاخ بنی مالک کے چند افراد کے ساتھ مصر کے بادشاہ مقوقس کے پاس خیر سگالی کے طور پر تحائف لے کر گئے۔ وفد میں ایک کندہ قبیلے کا شخص دمون اور ایک اور ساتھی عمرو (المعروف الشرید) بھی شامل تھے۔ مغیرہؓ کے قریبی بزرگ عروہ بن مسعودؓ نے انہیں اس سفر سے منع کیا تھا، مگر انہوں نے جانے کا ارادہ کرلیا۔ وفد اسکندریہ کے مقام پر مقوقس کے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بنی مالک کے سردار کا خاص اکرام کیا اور باقی افراد کو بھی تحفے دیئے، مگر مغیرہؓ کو بہت کم توجہ دی گئی، اس پر مغیرہؓ دل ہی دل میں ناراض ہوگئے۔ وفد کے دیگر افراد خوشی خوشی بادشاہ کے انعامات لے کر تحفے خریدنے لگے، مگر مغیرہؓ کو نظر انداز کیا گیا۔ واپسی کے سفر کے دوران مغیرہؓ اپنے ساتھیوں سے حسد محسوس کرنے لگے کہ قبیلے میں یہ لوگ اپنی بڑائی ظاہر کریں گے، جبکہ انہیں اہمیت نہیں ملی۔ ایک موقع پر جب وہ سب شراب پی رہے تھے، مغیرہؓ نے شراب نہ پینے کا بہانہ بنایا اور خود

---

(1)۔ ابن اسحاق، محمد، المطلبی، (1398ھ)، کتاب السیر والمغازی، بیروت: دار الفکر، ص210

ان کو خالص شراب پلانے لگے۔ جب وہ سب نشے میں مدہوش ہو گئے، تو مغیرہؓ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا مال واسباب اپنے قبضے میں لے لیا۔ قتل کے وقت دمون چھپ گیا کیونکہ اسے خوف تھا کہ مغیرہ اسے بھی قتل نہ کر دے۔ عمرو(الشرید) بھاگ کر مکہ چلا گیا، اور اسی واقعے کی وجہ سے اسے "الشرید" کہا جانے لگا۔ بعد میں دمون سامنے آیا، تو مغیرہؓ نے اسے نقصان نہیں پہنچایا اور کہا کہ انہوں نے بنی مالک کے افراد کو حسد اور ناقدری کے باعث قتل کیا۔(1)

اس کے بعد، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور میں سفر کے کپڑوں میں تھا، میں نے اسلام والے سلام کے ساتھ سلام کیا۔ ابو بکر صدیقؓ نے مجھے دیکھا اور چونکہ وہ مجھے جانتے تھے، کہا: کیا تم عروہؓ کے بھتیجے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الحمد لله الذي هداك للإسلام'' (تعریف اس اللہ کی جس نے تجھے راہ ہدایت دکھائی)۔ ابو بکرؓ نے پوچھا: کیا تم مصر سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھی بنی مالک والوں کا کیا ہوا؟ میں نے بتایا کہ ان سب کو میں نے قتل کر دیا ہے اور ان کا مال ومتاع لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ آپ ﷺ اس میں سے خمس لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا اسلام ہم قبول کرتے ہیں، مگر تمہارے اس لوٹے ہوئے مال سے کچھ نہ لیں گے۔ یہ سراسر دھوکہ ہے اور دھوکے میں کوئی خیر نہیں ہو سکتی۔ مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے دور و نزدیک، ہر طرح کے رنج والم نے گھیر لیا۔ تب میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے بنو مالک کے لوگوں کو حالت کفر میں قتل کیا تھا اور میں نے اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا۔ اس وقوعہ کے بعد ہی میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فَإِنَّ الإِسْلاَمَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ"(بلا شبہ اسلام جو کچھ پہلے ہو چکا ہو اسے ختم کر دیتا ہے۔)(2)

عمرو(الشرید) نے مکہ پہنچ کر اس واقعے کی خبر ابو سفیان بن حرب کو دی۔ انہوں نے اپنے بیٹے معاویہ کو عروہ بن مسعود کے پاس بھیجا۔ عروہ نے مسعود بن مالک کو بتایا کہ مغیرہؓ نے آپ کے تیرہ افراد کو قتل کر دیا ہے، مسعود، بنی مالک کے پاس گیا اور کہا: بنی مالک! مغیرہ بن شعبہ نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ میری بات مانو اور ان کی دیت قبول کرو، یہ تمہارے ہی قبیلے اور خاندان کے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا: ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ واللہ، ہم ان کے ساتھ صلح نہیں کریں گے

(1)۔الواقدی، محمد بن عمر،(1409ھ)، کتاب المغازی، بیروت: دار الاعلمی، 597-596/2

(2)۔البخاری، محمد بن اسماعیل،(۱۴۰۴ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث:2731

جب تک کہ احلاف (حلیف قبیلے) بھی اس پر راضی نہ ہوں۔ آخر کار تمام حلیف رضامند ہو گئے تو مسعود بن مالک نے کہا: تم پر تیرہ دیتیں واجب ہیں، کیونکہ مغیرہ نے تیرہ افراد کو قتل کیا ہے، ان کی دیت ادا کرو۔ عروہ ثقفی نے دیت کی ذمہ داری قبول کی، پھر دونوں قبیلوں میں صلح ہو گئی۔(1)

قبیلہ ثقیف: عزت اور غیرت کا تاریخی لمحہ

قبیلہ ثقیف کی تاریخ عزت، غیرت، اور استقامت کی شاندار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ وہ قبیلہ ہے جس نے اپنے اہم تاریخی لمحات میں اپنی غیرت اور وقار کو بلند رکھنے کے لیے بے مثال کردار ادا کیا۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ: عثمان بن عبداللہ ثقفی کے ساتھ ان کا ایک نصرانی غلام قتل ہوا، جو غیر مختون تھا۔ ایک انصاری شخص، جو ثقیف کے مقتولین سے مال غنیمت اکٹھا کر رہا تھا، اس غلام کی لاش کے پاس پہنچا اور جب اس کی لاش سے کپڑا ہٹایا، تو دیکھا کہ وہ غیر مختون ہے۔ اس انصاری نے بلند آواز میں پکار کر کہا: اے عرب کے لوگو! اللہ گواہ ہے کہ بنی ثقیف غیر مختون ہیں۔ یہ بات سن کر مغیرہ بن شعبہؓ آگے بڑھے اور اس انصاری کا ہاتھ پکڑ لیا، کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ یہ بات عربوں میں پھیل جائے گی اور بنو ثقیف کی عزت کو نقصان پہنچے گا۔ مغیرہ نے کہا: ایسا نہ کہو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، یہ صرف ہمارا نصرانی غلام ہے۔ پھر مغیرہ بن شعبہؓ نے مقتولین کی لاشیں دکھانا شروع کیں اور کہا: دیکھو، ان سب کو دیکھو، کیا وہ سب تمہیں مختون نظر نہیں آتے؟(2)(یہ روایت اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ عرب معاشرے میں مذہب، ثقافت، اور روایات کا بہت گہرا اثر تھا۔ ختنہ جیسے معاملات سماجی حیثیت اور عزت سے جڑے تھے اور کوئی بھی ایسی چیز جو ان روایات کے خلاف جاتی، اسے باعث شرمندگی یا نقصان سمجھا جاتا تھا۔ غلام کی (غیر ختنہ شدہ) حالت کو ثقیف قبیلے کی عزت پر اثر انداز ہونے والا واقعہ قرار دیا گیا۔ تاہم، یہ واقعہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ایک فرد کی حالت کو پوری قوم پر لاگو کرنا ناانصافی ہو سکتی ہے۔)

☆حضرت مغیرہؓ کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایمان، غیرت اور حکمت کا نمونہ ہے۔ قیس بن ابی حازمؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ: ''میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے سامنے ایک گھوڑا پیش کیا گیا تو ایک انصاری شخص نے ابو بکر صدیقؓ سے کہا: مجھے سواری کے لئے دے دیجیئے۔ سیدنا ابو بکرؓ نے فرمایا: میں اس غلام کو جو گھوڑے پر سوار ہونے کا تجربہ رکھتا ہو، تجھے دینے سے زیادہ پسند کرتا ہوں، چاہے وہ غیر مختون ہی کیوں نہ ہو، اس پر انصاری نے کہا: میں آپؓ سے اور آپ کے والد سے بہتر شہسوار ہوں۔ مغیرہؓ کہتے ہیں: مجھے یہ بات بہت ناگوار گذری کہ

---

(1)۔الواقدی، کتاب المغازی، 598/2

(2)۔ابن ہشام، عبدالملک، الحمیری، (1410ھ)، السیرۃ النبویہ، بیروت: دار الکتاب العربی، 450/2

اس نے حضرت ابو بکرؓ سے یہ کہا۔ میں نے اس کا سر پکڑا اور اس کے ناک پر زور سے مارا، جس سے وہ زمین پر ایسے گر پڑا جیسے پانی کی مشک ڈھلک جائے۔ انصار نے مجھ سے بدلہ لینے کی دھمکی دی۔ یہ بات ابو بکرؓ تک پہنچی تو انہوں نے کھڑے ہو کر کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں مغیرہؓ سے ان کا بدلہ دلواؤں گا، واللہ! میں ان کو ان کے گھروں سے نکال دینا زیادہ آسان سمجھتا ہوں بجائے اس کے کہ میں اللہ کے احکام نافذ کرنے والوں سے بدلہ لوں، جو اللہ کی نافرمانی کو روکتے ہیں۔"(1)

(محقق کے نزدیک اس روایت سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ آپؓ نہ صرف ایک بہترین منتظم تھے بلکہ آپؓ کے فیصلے اصولوں پر مبنی تھے، چاہے کسی کو ان پر اعتراض ہو۔ انصاری کا ردعمل غیر مناسب تھا، اس کے الفاظ نے مجلس کے احترام اور صحابہ کرامؓ کے ادب کے اصولوں کے خلاف کام کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی توہین کو برداشت نہیں کیا اور فوراً انصاری کو سزا دی، ان کا یہ عمل ان کی غیرت ایمانی اور خلافت کی حرمت کے دفاع کی عکاسی کرتا ہے۔ انصار کا بدلہ لینے کی شکایت قبائلی حساسیت کو ظاہر کرتی ہے، جس پر حضرت ابو بکرؓ نے واضح کیا کہ مغیرہؓ جیسے افراد اللہ کے دین کے محافظ ہیں اور ان سے بدلہ لینے کی بجائے ان کی قدر کرنی چاہیے۔ ان کا یہ بیان ان کے انصاف، حکمت اور صحابہ کرامؓ کے درمیان اتحاد کو قائم رکھنے کی کوشش کو ظاہر کرتا ہے۔)

پل صراط پر مسلمانوں کا شِعَار:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کا پل صراط پر شِعَار یہ ہوگا: اے رب! ہمیں سلامتی عطا فرما، ہمیں سلامتی عطا فرما۔"(2) (شعار کا مطلب ہے کوئی ایسی بات یا عمل جو کسی موقع پر بار بار دہرایا جائے۔ قیامت کے دن پل صراط پر مسلمانوں کا یہ شعار ہوگا۔ "رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ"۔ یہ حدیث ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اس سے سلامتی کی دعا کرنے کی ترغیب دیتی ہے، چاہے دنیا ہو یا آخرت۔)

جنت میں ادنیٰ درجے کے شخص کا مقام اور اہلِ صفوت کا اجر:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا: اے رب! تیرے بندوں میں جنت میں سب سے ادنیٰ درجے کا مقام کس کا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اس وقت بھی دِمْنَہ (آخری درجہ یا پسماندہ مقام) میں رہے گا جب جنتی جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے اور جہنمی جہنم میں جا چکے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: چار بادشاہوں کو دیکھ، اور ان کی بادشاہی میں جو کچھ تیرا دل چاہے، وہ مانگ لے۔ بندہ

(1)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 178/5، الھیثمی، مجمع الزوائد، رقم: 15951

(2)۔الخطیب البغدادی، احمد بن علی، ابو بکر، (1422ھ)، تاریخ بغداد، بیروت: دار العرب الاسلامی، 366/5

عرض کرے گا: اے رب! مجھے یہ چاہیے، وہ چاہیے، اور یہ چاہیے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو کچھ تمہاری آنکھ کو بھائے، وہ بیان کرو۔ بندہ کہے گا: میری آنکھ کو یہ اور وہ چیز بھاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو راضی ہوا؟ بندہ کہے گا: جی ہاں، میں راضی ہوں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ سب کچھ اور اس کے دس گناہ تجھے دے دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب، یہ تو جنت کے سب سے ادنی درجے والے کا حال ہے، تو تیرے خاص بندوں (اہلِ صفوت) کا حال کیا ہوگا؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ بات ہے جسے تو جاننا چاہتا ہے، اے موسیٰؑ! ان کے لیے میں نے اپنی خاص رحمت سے عزت تیار کی ہے، اپنے ہاتھوں سے اسے بنایا ہے اور اس کے خزانوں پر مہر لگا دی ہے،ان کے لیے ایسی نعمتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا۔"(1) یہ روایت انسان کو اللہ کے انعامات کی عظمت اور جنت کی حقیقت کی جھلک دکھاتی ہے۔اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیاوی مال و دولت اور بادشاہت جنت کی عظیم نعمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

مختلف روایات: اَحدَثُ النَّاسِ عَہدًا بِالرَّسُولِ

وہ خوش نصیب صحابی، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آخری دیدار، ملاقات کا شرف حاصل کیا، ان کی یہ قربت اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ آخری لمحے اسلامی تاریخ کا ایک یادگار حصہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخری لمحات گذارنے والے خوش نصیب صحابی کون ہیں؟اس کے بارے میں مختلف روایات درج ذیل ہیں:

پہلی روایت: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے وقت قبر سے باہر آنے والے آخری شخص ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے: میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں پھینک دی اور کہا کہ میری انگوٹھی گر گئی ہے، حالانکہ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کو چھو سکوں اور اس طرح آخری شخص بن جاؤں جو آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ: عراق کے کچھ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا: اے ابو الحسن! ہم ایک مسئلہ پوچھنے آئے ہیں۔ آپؓ نے کہا: میرے خیال میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تم لوگوں سے یہ کہہ رہے ہوں گے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخری ملاقات کرنے والے شخص ہیں۔انہوں نے کہا: ہاں، اسی بارے میں ہم آپؓ سے پوچھنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخری ملاقات کرنے والے شخص حضرت قثم بن عباسؓ تھے، جو سب سے کم عمر تھے اور قبر سے سب سے آخر میں باہر نکلے۔(2)

---

(1)۔ابن المبارک، عبداللہ، (1419ھ)، الزہد والرقائق، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ص66

(2)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 264/2

(رسول اللہ ﷺ سے محبت اور قربت کی خواہش ایک فطری جذبہ ہے، لیکن سچائی اور حقائق کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ کا رویہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور ان سے متعلق معاملات میں احترام، ذمہ داری اور سچائی اہم ہیں۔ اجتماعی طور پر حقائق کی حفاظت اور غلط دعوؤں کا سد باب صحابہ کرامؓ کی خصوصیت تھی۔

دوسری روایت: امام محمد بن عمر الواقدیؒ کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے مغیرہ کو انگوٹھی لینے سے منع کرتے ہوئے کہا: لوگوں کو یہ خبر نہ ہو کہ تم نبی کریم ﷺ کی قبر میں اترے ہو، اور یہ بھی نہ کہنا کہ تمہاری انگوٹھی قبر میں تھی، پھر حضرت علیؓ خود قبر میں اترے اور انگوٹھی نکال کر مغیرہؓ کو دی۔(1)

تیسری روایت: امام شعبیؒ کی روایت: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے وقت میں وہ آخری شخص تھا، جو قبر سے باہر آیا، جب حضرت علیؓ بن ابو طالب قبر سے باہر آئے تو میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور کہا: اے ابو الحسن! میری انگوٹھی! حضرت علیؓ نے فرمایا: نیچے اترو اور اسے لے لو۔ میں قبر میں اترا، رسول اللہ ﷺ کے کفن پر ہاتھ پھیرا اور پھر باہر آگیا۔(2)

چوتھی روایت: ابن مرحبؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک میں چار افراد اترے تھے، جن میں ایک حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی شامل تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا بیان ہے کہ: وہ قبر مبارک سے نکلنے والے سب سے آخری فرد تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنی انگوٹھی کو جان بوجھ کر قبر میں گرایا اور کہا کہ میری انگوٹھی میرے ہاتھ سے گر گئی ہے۔ دراصل میرا مقصد یہ تھا کہ میں نبی اکرم ﷺ کو چھو لوں اور اس مبارک لمحے کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ میری آخری نسبت قائم ہو جائے۔ (یہ روایت امام طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔)(3)

(رسول اللہ ﷺ کی تدفین میں شرکت ایک عظیم اعزاز تھا، جو مغیرہؓ کو حاصل ہوا، اس واقعہ سے درج ذیل عملی سبق حاصل ہوتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے محبت اور ان کے ساتھ تعلق کے واقعات ایمان کو تازہ کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے عقیدت بڑھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس روایت سے ہمیں یہ بھی سیکھنے کو ملتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تدفین کے حوالے سے نہایت سنجیدگی اور ادب و احترام کا مظاہرہ کیا۔)

---

(1)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 264/2

(2)۔ایضاً، 265/2

(3)۔الطبرانی، سلیمان بن احمد، (1415ھ)، المعجم الکبیر، القاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 370/20

عہد صدیقی وفاروقی میں بحیثیت گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی خدمات:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ رہتا تھا اور ان لوگوں میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قریب رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو ابو سفیان بن حربؓ کے ساتھ طائف بھیجا، جہاں انہوں نے قبیلہ ثقیف کے بت ''لات'' کو منہدم کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔(1)

حضرت مغیرہؓ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے مجھے اہل بحیرہ کے پاس ایک اہم مشن پر روانہ کیا۔ جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا قاصد بن کر رستم کے پاس گیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں مجھے بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس دوران میں نے میسان فتح کیا، پھر دست میسان اور ابز قباد کو بھی فتح کیا۔ مرغاب میں عجمیوں کے ساتھ جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ میں نے سوق اہواز فتح کیا، نہر تیری اور مناذر کبری کو جنگ کے ذریعے فتح کیا، جہاں موجود ساسانی سپاہی تستر کی طرف فرار ہو گئے، اس کے بعد میں نے ہمدان فتح کیا اور جنگ نہاوند میں بھی شریک ہوا۔ اس معرکے میں، مجھے نعمان بن مقرنؓ کی فوج کے بائیں حصے (میسرہ) کی کمان سونپی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے لکھا تھا اگر حضرت نعمانؓ شہید ہو جائیں تو حذیفہؓ امیر ہوں گے اور اگر حذیفہؓ شہید ہو جائیں تو مغیرہؓ امیر ہوں گے۔ بصرہ میں سب سے پہلے وزارتیں میں نے مقرر کیں، میں نے وہاں کا دیوان (تنخواہوں اور انتظام کا ریکارڈ) مرتب کیا اور لوگوں کو اس پر جمع کیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت میں کوفہ کا گورنر تھا۔(2)

معرکہ قادسیہ: تاریخ کے سنہری واقعات

دنیا کی تاریخ میں لڑی جانے والی خونریز جنگوں کی فہرست میں معرکہ قادسیہ سرفہرست ہے۔ پندرہ ہجری کے اس معرکے میں سیدنا مغیرہؓ اور فارس کے سپہ سالار کا مکالمہ نمایاں ہے: سیدنا قرہؓ سے مروی ہے: قادسیہ کی جنگ میں سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ فارس کے بادشاہ کے پاس ایک وفد کے ساتھ گئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے درست کیے، ایک ڈھال لی اور فارس کے بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ مغیرہؓ نے کہا: مجھے بیٹھنے کے لیے کوئی کپڑا دو، تو انہیں ایک چادر دی گئی اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ فارس کے بادشاہ بندار العلج نے کہا: اے عربو! مجھے معلوم ہے کہ تمہیں ہمارے پاس آنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ تم لوگ بھوکے ہو اور اپنی سرزمین میں کھانے کے لیے کچھ نہیں پاتے، اس لیے کھانے کی طلب میں ہماری طرف آئے ہو۔ ہم مجوس ہیں اور تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتے، اس لیے جو کھانے کی ضرورت ہو وہ لے لو اور چلے جاؤ۔(3)

---

(1)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 23/60

(2)۔الھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، ابوالحسن، (1414ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، قاہرہ: مکتبہ القدسی، رقم الحدیث: 5890

(3)۔الطبرانی، المعجم الکبیر، 369/20

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے جواب دیا: اللہ کی قسم، ہم اس مقصد کے لئے یہاں نہیں آئے۔ ہم پہلے پتھروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، اور جب ایک پتھر دوسرے سے بہتر نظر آتا تو ہم پچھلے کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے۔ ہمیں کسی معبود کا علم نہ تھا، یہاں تک کہ اللہ نے ہم میں سے ایک رسول کو بھیجا، جنہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی، ہم نے ان کی بات کو مان لیا۔ انہوں نے ہمیں اسلام کے دشمنوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم کھانے کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہم تمہارے جنگجوؤں کو قتل کرنے اور تمہارے بچوں کو غلام بنانے آئے ہیں۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے، ہاں، پہلے ہماری سرزمین میں بھوک تھی اور کبھی کبھی ہمیں پانی بھی میسر نہیں ہوتا تھا، لیکن جب ہم تمہاری سرزمین میں آئے تو یہاں ہمیں وافر کھانا اور پانی ملا، اور اللہ کی قسم، ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک اس سرزمین کی ملکیت کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ بادشاہ نے فارسی زبان میں کہا: یہ شخص سچ بول رہا ہے، اور مغیرہؓ نے جواباً کہا: اور کل قادسیہ میں تمہای آنکھ بھی پھوڑ دی جائے گی، اگلے دن قادسیہ میں بندار العلج (عجمی کافر) کی آنکھ ایک تیر لگنے سے ضائع ہو گئی۔ (امام طبرانیؒ کے مطابق اسکے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔)(1)، امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے، لیکن شیخینؒ نے اس کو نقل نہیں کیا۔(2)

(یہ واقعہ مسلمانوں کی فصاحت و بلاغت، ان کے عزم، ایمانی قوت، اللہ کی راہ میں قربانی کا جذبہ اور ان کے دین کی دعوت و جہاد کے اصولوں کی ایک جھلک پیش کرتا ہے۔ قادسیہ کی جنگ اسلامی فتوحات میں ایک اہم موڑ تھی، اس میں مسلمانوں نے فارس کی بڑی سلطنت کو شکست دی، جس کے بعد فارس کا زوال شروع ہوا۔)

جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کی ترجمانی:

مسلمانوں کو کسریٰ کے گورنر کی قیادت میں ایک بڑی فوج کا سامنا تھا۔ کسریٰ کی سلطنت اس وقت دنیا کی بڑی طاقتوں میں سے ایک تھی، اور اس کا چالیس ہزار کا لشکر مسلمانوں کی نسبت بہت بڑا تھا۔ دشمن کی جانب سے بات چیت کے لئے ترجمان کو بھیجا گیا، جو اس وقت کے جنگی آداب کے مطابق تھا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے مسلمانوں کی نمائندگی کی اور اسلام کے پیغام کو واضح اور پر اثر انداز میں پیش کیا۔

حضرت جبیر بن حیہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہمیں جنگ کے لئے روانہ کیا اور ہم پر حضرت نعمان بن مقرنؓ کو امیر مقرر کیا، جب ہم دشمن کی سرزمین میں پہنچے تو کسریٰ کا گورنر چالیس ہزار کے فوجی لشکر کے ساتھ ہمارے مقابلہ کے لئے تیار تھا۔ دشمن فوج کا ایک ترجمان کھڑا ہوا اور کہا: تم میں سے کوئی ایک شخص مجھ سے بات کرے، تو مغیرہ

(1)۔الطبرانی، المعجم الکبیر، 369/20

(2)۔الحاکم النیساپوری، محمد بن عبداللہ، (1411ھ)، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار الکتب العلمیہ، رقم الحدیث: 5901

بن شعبہؓ نے کہا: پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو، اس نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ سیدنا مغیرہؓ نے جواب دیا: ہم عربوں میں سے ہیں۔ ہم پہلے شدید بدحالی اور آزمائش میں مبتلا تھے، بھوک کی شدت سے ہم کھال اور کھجور کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے۔ ہم اون اور بالوں کے کپڑے پہنتے تھے اور درختوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے، اسی حالت میں ہم تھے کہ زمین و آسمان کے رب، جس کا ذکر بلند ہے اور جس کی عظمت جلیل ہے، نے ہماری طرف ایک نبی بھیجا، جو ہماری اپنی قوم سے تھے، ہم ان کے والد اور والدہ کو جانتے ہیں۔ ہمارے نبی، جو اللہ کے رسولؐ ہیں، نے ہمیں حکم دیا کہ: تم سے جنگ کریں یہاں تک کہ تم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے لگو یا جزیہ ادا کرو، اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اپنے رب کا پیغام سنایا کہ: جو ہم میں سے قتل ہو جائے گا وہ جنت میں جائے گا، جہاں ایسی نعمتیں ہوں گی جو کبھی کسی نے نہیں دیکھیں اور جو ہم میں سے زندہ رہیں گے، وہ تم پر حاکم بن سکیں گے۔ (حضرت مغیرہؓ نے یہ گفتگو ختم کر کے سیدنا مقرنؓ سے کہا: جنگ شروع کرو۔) (1) اکیس ہجری میں حضرت نعمان بن مقرنؓ کی قیادت میں جنگ نہاوند میں شرکت کی۔ (2) کوفہ کی گورنری کے دوران حضرت مغیرہؓ نے 24 ہجری ماہ ربیع الاول یا جمادی الاول میں ایران کے کوہستانی علاقے میں واقع ''ھمذان'' کو فتح کیا۔ (3)

گورنر کی تعیناتی کا اہم اصول:

حضرت حبیب بن ابی ثابتؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، کیا کسی کمزور مسلمان کو عہدہ دیا جائے یا کسی طاقتور گناہ گار شخص کو گورنر مقرر کرنا بہتر ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا: کمزور مسلمان کا اسلام صرف اس کے اپنے لئے ہے، لیکن اس کی کمزوری آپؓ پر اور آپؓ کی رعایا پر بوجھ بنے گی اور جہاں تک طاقتور گناہ گار کا تعلق ہے، تو اس کا گناہ اس پر ہو گا، لیکن اس کی طاقت آپؓ اور آپؓ کی رعایا کے لیے فائدہ مند ہو گی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے مغیرہ! میں تمہیں کوفہ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ سیدنا مغیرہؓ نے وہاں ایک سال اور تین ماہ تک گورنری کے فرائض انجام دیئے، اور کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے سن 20 ہجری میں آذربائیجان پر حملہ کیا اور معاملہ وہاں کے لوگوں سے صلح پر ختم ہوا۔ (4) (یہ روایت قیادت کے درج ذیل اہم اصول سکھاتی ہے: حکمران کو طاقتور اور اہل ہونا چاہیے، کیونکہ کمزور قیادت عوام کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ ایک حکمران کی ذاتی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کی

---

(1)۔ البخاری، الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 3159

(2)۔ خلیفہ بن خیاط، ابو عمرو، (1397ھ)، تاریخ خلیفہ بن خیاط، بیروت: دار القلم، ص 148

(3)۔ ایضاً، ص 157

(4)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 40/60

عملی صلاحیتوں کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ قیادت میں حکمت، سفارت اور مضبوط فیصلے ریاست کی سلامتی اور استحکام کے لیے ضروری ہیں۔ یہ واقعہ اسلامی سیاسی بصیرت اور قیادت کے گہرے اصولوں کی ایک شاندار مثال ہے۔)

بحیثیت گورنر بصرہ:

سیدنا عمر بن خطابؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ حضرت خلیفہ بن خیاط فرماتے ہیں کہ سیدنا مغیرہؓ نے دو سال (سولہ اور سترہ ہجری) تک بصرہ کی گورنری کی اور اس دوران بہت سے علاقے فتح کئے۔ بصرہ میں جامع مسجد کے قریب ان کا ایک گھر بھی تھا۔(1) حضرت عتبہ بن غزوانؓ حج کے لیے روانہ ہوئے تو انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو لوگوں کی امامت کے لئے مقرر فرمایا، اس دوران سیدنا مغیرہؓ نے میسان اور ابز قباذ پر فتح حاصل کی اور اس کی اطلاع حضرت عمر بن خطابؓ کو دی۔ حضرت عتبہؓ بصرہ واپسی سے پہلے ہی وفات پاگئے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ علاقے کے دشمنوں کے خلاف کارروائی کریں۔ سیدنا مغیرہؓ نے نہر تیری کو بزور شمشیر فتح کیا اور دسکرہ الملک کے حاکم نوشجان (نخیر جان یا فیرزان) کو قتل کیا اور بصرہ واپس آگئے۔ پندرہ ہجری میں حضرت مغیرہؓ نے میسان، دست میسان، ابز قباذ، شطی دجلہ کے علاقے اور اس کے گرد و نواح کے گاؤں فتح کئے، ایک روایت کے مطابق: سیدنا مغیرہؓ نے ان سے صلح کی، جس کے تحت ان پر دس لاکھ درہم اور ایک لاکھ درہم کا جزیہ عائد کیا گیا۔ پھر آپؓ اہواز کی طرف گئے اور البیرزان کے ساتھ دو ملین درہم اور آٹھ لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کی۔(2)

گورنری سے معزولی کا معاملہ: سترہ ہجری میں، سیدنا ابو بکرہؓ، حضرت نافع بن حارثؓ، حضرت شبل بن معبدؓ، اور حضرت زیاد بن عبیدؓ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کے خلاف کسی معاملہ پر گواہی دی، جس کی وجہ سے سیدنا عمرؓ نے حضرت مغیرہؓ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن قیسؓ (ابو موسیٰ اشعریؓ) کو نیا امیر مقرر کیا۔(3)

بصرہ میں بنی ہلال بن عمرو قبیلے کی ایک خاتون تھی، جس کا نام ام جمیل تھا۔ وہ جسمانی طور پر خوبصورت اور صحت مند تھی، اس کا شوہر، حجاج بن عبید ثقفی، وفات پا چکا تھا۔ مغیرہ بن شعبہؓ کا اس کے ساتھ تعلق قائم ہونے کی خبر بصرہ کے لوگوں میں پھیل گئی، بعض لوگوں نے ان کے کردار پر شک کرنا شروع کر دیا، جن میں صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے۔ چند افراد نے ان پر نظر رکھی اور ایک دن مغیرہ بن شعبہؓ کو اس عورت کے ساتھ تنہائی میں دیکھ لیا۔ شاہدین (ابو بکرہ ثقفیؓ،

---

(1)۔ خلیفہ بن خیاط، ابو عمرو، (1414ھ)، الطبقات، بیروت: دار الفکر، ص311

(2)۔ خلیفہ بن خیاط، ابو عمرو، (1397ھ)، تاریخ خلیفہ بن خیاط، بیروت: دار القلم، ص129

(3)۔ ایضاً، ص135

مسروح بن یسارؓ، زیاد بن عبیدؓ (جو ابو بکرہ کے ماں شریک بھائی تھے)، اور شبل بن معبد بجلیؓ، نافع بن الحارث بن کلدۃؓ) نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے مغیرہؓ کو اس عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرتے دیکھا ہے۔(1)

شاہدین اور حضرت عمرؓ کا اقدام:

یہ بات ابو بکرہ ثقفی نے مدینہ جا کر حضرت عمرؓ کو بتائی، جب حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو کہا: اے اللہ! میں تجھ سے بہترین بات کا سوال کرتا ہوں، جو یہ لائے ہیں اور برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ابو بکرہؓ نے جواب دیا: یہ برائی مغیرہ بن شعبہؓ نے پیدا کی ہے اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس معاملے کی چھان بین کے لیے مغیرہ بن شعبہؓ کو بقیہ گواہوں سمیت مدینہ طلب کر لیا۔(2)

حضرت ابو بکرہؓ، نافعؓ، اور شبلؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ پر زنا کا الزام لگایا اور گواہی دی، لیکن زیادؓ نے عمل کو واضح طور پر دیکھنے کی تردید کی اور صرف مشکوک حرکات کا ذکر کیا۔ چونکہ اسلامی قانون کے تحت زنا ثابت کرنے کے لیے چار عینی گواہوں کی مکمل اور متفق گواہی ضروری ہے، زیاد کی گواہی ناکافی ثابت ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے زیاد کو الگ کر دیا اور باقی تین گواہوں پر جھوٹا الزام (حد قذف) کے تحت کوڑے مارنے کی سزا دی۔(3) یہ واقعہ اسلامی عدل کے اعلیٰ معیار کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلامی قانون بغیر مکمل ثبوت کے کسی پر الزام کو قبول نہیں کرتا اور جھوٹے الزام لگانے والوں کو سزا دی جاتی ہے تاکہ لوگوں کی عزت اور حرمت محفوظ رہے، اور آپؓ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

"لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ-فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ-"(4)

(اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب وہ گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔)

حضرت مغیرہؓ نے کہا: اے امیر المؤمنینؓ! ان غلاموں سے مجھے نجات دلاؤ! سیدنا عمرؓ نے جواب دیا: خاموش رہو، اللہ تمہاری زبان بند کر دے! اگر گواہی پوری ہو جاتی تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے سنگسار کر دیتا۔(5)

یہ واقعہ ابتدائی اسلامی دور کی سیاسی اور عدالتی نظام کی جھلک پیش کرتا ہے، جہاں حکمرانوں کو عوام کی شکایات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جاتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ پر الزامات نے اسلامی عدالتی نظام کی شفافیت

---

(1)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،38/60

(2)۔ایضاً،39/60

(3)۔ایضاً،39/60

(4)۔النور:13:24

(5)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،39/60

کو ظاہر کیا۔ گواہوں کو پیش کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جا سکیں۔ حضرت عمرؓ نے معاملے کو جذباتی یا ذاتی نہیں بنایا بلکہ مکمل عدالتی طریقہ کار اپنایا، نئے امیر کی تقرری اور ملزم کو طلب کرنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ اس بات کی یاد دہانی ہے کہ اسلام میں قیادت اور عدل کے معیار بلند ہیں۔ حکمرانوں اور قاضیوں کو جوابدہ بنایا جاتا تھا اور معاملات کو شفاف طریقے سے حل کیا جاتا تھا۔

بحیثیت گورنر بحرین:

یہ واقعہ حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت کا ہے، جب حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو عامل بحرین کے طور پر مقرر کیا گیا تو وہاں کے لوگوں نے ان کے خلاف ناپسندیدگی کا اظہار کیا، جس پر حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ بحرین کے لوگوں کو خدشہ ہوا کہ شاید حضرت عمرؓ دوبارہ انہیں گورنر مقرر کر دیں گے، علاقے کے ایک معزز زمیندار (دہقان) نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ سو ہزار درہم جمع کریں تاکہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس جا کر یہ جھوٹا دعویٰ کرے کہ مغیرہؓ نے خیانت کرتے ہوئے یہ رقم اسے دی ہے، تاکہ ان کو دوبارہ گورنر نہ بنایا جائے۔ لوگوں نے یہ رقم جمع کی اور دہقان حضرت عمرؓ کے پاس جا پہنچا۔ دہقان نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ یہ مال مغیرہؓ نے خیانت کے طور پر میرے پاس جمع کیا۔ حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ کو طلب کر کے وضاحت طلب کی۔ مغیرہؓ نے دہقان کے الزام کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے کہا کہ دراصل یہ رقم دو لاکھ درہم تھی، جو گھر کے اخراجات اور ضروریات کی وجہ سے دی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر حیران ہوئے اور دہقان سے حقیقت دریافت کی، تو اس نے سچائی قبول کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ مغیرہؓ نے اسے کوئی رقم نہ دی تھی، ہم ان کو ناپسند کرتے تھے، اس لئے ہم نے آپؓ سے ان کی شکایت کی، جب حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ سے پوچھا کہ انہوں نے دو لاکھ درہم کا ذکر کیوں کیا، تو مغیرہؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے یہ بات دہقان کو ذلیل کرنے اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے کہی۔ (حضرت مغیرہؓ کی حکمت اور دہقان کے جھوٹ کا انکشاف ہوا، اور حضرت عمرؓ نے ان کی بصیرت پر اعتماد قائم رکھا۔ یہ واقعہ جھوٹ اور سازش کے خلاف اسلامی اصول عدل کی ایک عمدہ مثال ہے۔)(1) اس روایت سے یہ درس حاصل ہوتا ہے: حضرت عمرؓ نے بغیر تحقیقات کے کسی پر الزام نہیں لگایا اور دونوں فریقوں کو سننے کے بعد فیصلہ کیا، سیدنا مغیرہؓ کی حکمت اور معاملہ فہمی اس وقت کے قبائلی ماحول میں کامیابی کے لیے ضروری صفات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ واقعہ اسلامی قیادت اور اخلاقیات کا ایک روشن نمونہ ہے۔

---

(1)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 31/60

عامل بصرہ سے معزول کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کرنا:

حضرت ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ اس واقعہ کے بعد لوگ ایک دوسرے سے کہتے: اللہ تم پر اس طرح ناراض ہو، جیسے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ مغیرہؓ پر ناراض ہوئے۔ انہوں نے مغیرہؓ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کیا، لیکن بعد میں انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔(1)(عامل بصرہ سے معزول کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کرنا، سیدنا مغیرہؓ کی انتظامی مہارت اور قیادت پر حضرت عمرؓ کے اعتماد کو ظاہر کرتا ہے۔)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی مشاورت اور سیدنا علیؓ کے فیصلے:

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت کے بعد پیدا ہونے والے سیاسی بحران یا فتنہ کے وقت آپؓ طائف میں موجود تھے اور ان اختلافات میں براہ راست شامل نہیں ہوئے، ان کی کنارہ کشی ان کی حکمت عملی اور حالات کو سمجھنے کی بصیرت کو ظاہر کرتی ہے۔ بعض بصریوں نے روایت کیا کہ: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا، تو حضرت مغیرہ ثقفیؓ نے سیدنا علیؓ کو مشوہ دیا:

- اٹھو اور منبر پر چڑھو، کیونکہ اگر تم نہیں چڑھے تو کوئی اور چڑھ جائے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: واللہ، مجھے شرم آتی ہے کہ میں منبر پر چڑھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ کو ابھی دفن نہیں کیا گیا، چنانچہ کوئی اور منبر پر چڑھ گیا۔
- شوریٰ کے وقت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا: اپنے آپ کو شوریٰ سے علیحدہ کر لو، کیونکہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور کی بیعت نہیں کریں گے۔
- جب سیدنا عثمان غنیؓ شہید ہوئے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا: اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور لوگوں کو اپنی طرف نہ بلاؤ، کیونکہ اگر تم مکہ کے کسی غار میں بھی ہو، تو لوگ تمہارے علاوہ کسی اور کی بیعت نہیں کریں گے۔
- سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے مزید کہا: اگر تم میری چوتھی نصیحت نہیں مانو گے تو میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ حضرت معاویہؓ کو ان کا عہدہ دے دو، پھر بعد میں انہیں معزول کر دینا، لیکن سیدنا علیؓ نے ایسا نہیں کیا، تو مغیرہ بن شعبہؓ یمن چلے گئے اور علیحدگی اختیار کر لی۔ جب علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر گئے اور کسی کو حج کے لیے بھیجنے کی نوبت نہ آئی، تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ آگے بڑھے، لوگوں کو نماز پڑھائی اور سیدنا معاویہؓ کے لیے دعا کی۔(2) یہ واقعہ قیادت کے اصول اور سیاسی بصیرت کے درمیان توازن قائم کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ جب حضرت علیؓ نے سیدنا مغیرہؓ کا مشورہ قبول نہ کیا، تو انہوں نے اپنے بارے میں یہ اشعار کہے:

---

(1)۔ ایضاً، 41/60

(2)۔ ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد، ابو بکر، (1411ھ)، الاشراف فی منازل الاشراف، ریاض: مکتبہ الرشد، ص 250-251

”نصحت عليًا فِي ابْن هند نصيحة، فرد فلا يسمع له الدهر ثانية، وقلت له أرسل إليه بعهده،

عَلَى الشام حَتَّى يستقر معاوية، ويعلم أهل الشام أن قد ملكته، فأم ابْن هند عند ذلك هاويه،

فلم يقبل النصح الّذي جئته به، وكانت له تلك النصيحة كافية۔“(1)

(میں نے علیؓ کو ابن ہند (معاویہؓ) کے معاملے میں ایک نصیحت دی، لیکن انہوں نے رد کر دیا اور اب وہ دوبارہ کبھی میرا مشورہ نہیں سنیں گے، میں نے ان سے کہا کہ اسے (معاویہؓ) کو شام پر اس کے عہدے کے ساتھ بھیج دیں، یہاں تک کہ وہ (معاویہؓ) مستحکم ہو جائے، اور اہل شام کو یہ علم ہو کہ آپؓ نے اسے حکمرانی دی ہے، لیکن ابن ہند (معاویہؓ) کے لیے یہ تباہی کا باعث ہو گا، انہوں نے میرے دیئے گئے مشورے کو قبول نہ کیا، حالانکہ وہ نصیحت ان کے لیے کافی تھی۔)

اختلافات میں حکمت اور بصیرت:

یہ مکالمہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کے درمیان مدینہ کی گلی میں اس وقت ہوا جب فتنوں کا دور جاری تھا۔ حضرت عمارؓ نے مغیرہؓ کو حق کی دعوت دی اور اہلِ حق کے ساتھ شامل ہونے کو کہا، لیکن مغیرہؓ نے احتیاط برتنے اور حالات کے واضح ہونے تک انتظار کا مشورہ دیا۔ حضرت عمارؓ نے بصیرت پر قائم رہنے اور حق کا ساتھ دینے پر زور دیا، جبکہ مغیرہؓ نے کہا کہ وہ نہ اہلِ حق کی مخالفت کریں گے اور نہ ان کی مدد کریں گے۔ حضرت علیؓ نے مغیرہؓ کو جنت کی دعوت کا حصہ بننے کو کہا، جس پر مغیرہؓ نے ان کے علم و وقار کا اعتراف کرتے ہوئے غیر جانبدار رہنے کا عزم ظاہر کیا اور کہا: اگر میں آپؓ کی مدد نہ کر سکا تو آپؓ کی مخالفت بھی نہیں کروں گا۔(2) یہ واقعہ ہمیں حق پر ثابت قدم رہنے، اختلافات میں نرمی اختیار کرنے، بصیرت سے فیصلے کرنے اور دوسروں کو خیر کی دعوت دینے جیسے اہم اخلاقی و عملی اصول سکھاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں سیاسی اختلافات کا اثر دین پر بھی پڑا اور بعض لوگوں نے صحابہ کرامؓ کے خلاف نامناسب باتیں

(1)۔ابن عبدالبر، الحافظ یوسف، (1403ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، القاہرہ: دارالمعارف، 1447/4

(2)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 43،44/60

کرنے کو عام کیا۔ یہ واقعہ ہمیں دین اور سیاست کے معاملات کو الگ رکھنے اور صحابہ کرامؓ کی عزت و تکریم کرنے کا درس دیتا ہے، اس سے ہمیں عہد صحابہؓ کے سیاسی حالات اور اختلافات کی گہرائی کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

گورنر کوفہ: عہد معاویہؓ کے کامیاب مشیر

عہد معاویہؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا تعلق اسلامی تاریخ میں حکمت، سیاست اور تدبر کی شاندار مثال ہے۔ اس دور میں حضرت مغیرہؓ نے اپنی بصیرت اور معاملہ فہمی سے خلافت معاویہ کو استحکام بخشنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت عبد الملک بن عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہؓ نے سیدنا معاویہؓ کو خط لکھا، جس میں انہوں نے اپنی بڑھتی عمر، اہل خانہ کے خاتمے اور قریش کی سرد مہری کا ذکر کیا۔ حضرت معاویہؓ نے زیاد بن ابیہ کو خط کا جواب دینے کا حکم دیا۔ زیاد نے جواب میں لکھا: جہاں تک تمہاری بڑھتی عمر کا ذکر ہے، تو اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ جہاں تک اہل خانہ کے خاتمے کی بات ہے، تو اگر امیر المؤمنین کسی کو موت سے بچا سکتے تو وہ اپنے خاندان کو بچاتے اور جہاں تک قریش کی سرد مہری کا تعلق ہے، تو وہ تمہیں لوگوں پر حکمران بنا چکے ہیں، جب مغیرہؓ نے یہ خط پڑھا تو کہا: یا اللہ! زیاد سے بدلہ لے، یا اللہ! زیاد سے بدلہ لے۔(1) یہ واقعہ سیاسی بصیرت، خط و کتابت کی اہمیت اور قائدین کے درمیان تعلقات کی گہری بصیرت فراہم کرتا ہے۔ اس سے یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ اختلافات کو حکمت اور نرمی سے سنبھالنا کتنا ضروری ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور کوفہ کی گورنری کا معاملہ:

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے دیکھا کہ سیدنا معاویہؓ ان پر ناراض نہیں ہیں، تو وہ ان کے پاس پہنچے۔ حضرت مغیرہؓ نے داخل ہوتے ہی سیدنا معاویہؓ کے لیے دعا کی: اللہ آپ کو فتح، نصرت، اور آپ کی ذمہ داریوں میں کامیابی عطا فرمائے، پھر انہوں نے سیدنا عمرو بن العاصؓ کے حق میں کہا: اللہ آپ کو ان کے حق میں جزائے خیر دے کہ آپ نے انہیں مصر کی امارت دی، ان کے بیٹے کو عراق کا انتظام سونپا اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا۔ سیدنا معاویہؓ نے جواب دیا: "واللہ، میں نے یہ سب کیا۔ بعد میں حضرت مغیرہؓ نے سیدنا معاویہؓ سے علیحدگی میں مشورہ کرتے ہوئے کہا: کیا آپؓ عمرو بن العاصؓ کو کوفہ کا گورنر بنائیں گے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمروؓ کو مصر کا؟ اس طرح آپ دو شیروں کے درمیان بیٹھنے والے بن جائیں گے؟ سیدنا معاویہؓ نے دریافت کیا: تو آپؓ کیا مشورہ دیتے ہیں؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا: میں آپؓ کے لیے کوفہ کا انتظام سنبھال سکتا ہوں۔ معاویہؓ نے یہ تجویز قبول کرلی۔(2)

---

(1)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 48/60

(2)۔ایضاً، 46/60

صبح کے وقت سیدنا معاویہؓ نے سیدنا عمرو بن العاصؓ سے بات کی اور ان سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے۔ عمروؓ فوراً سمجھ گئے کہ حضرت مغیرہؓ نے ان کا منصوبہ تبدیل کر دیا ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے سیدنا معاویہؓ کو مشورہ دیا: مغیرہ بن شعبہؓ کو کوفہ کا گورنر مقرر کریں، ان کی تدبیر اور قوت آپ کے لیے مفید ہوگی، لیکن مالی معاملات ان کے سپرد نہ کریں، جیسا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی کیا تھا۔ سیدنا معاویہؓ نے کہا: یہ بہترین مشورہ ہے، پھر سیدنا معاویہؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بتایا: میں نے تمہیں پہلے ہی کوفہ کی گورنری دی تھی، جس میں فوج اور زمین (محصولات) دونوں شامل تھے، لیکن خلفائے راشدین (حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کی سنت پر غور کرتے ہوئے، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مالی معاملات کسی اور کے سپرد کیے جائیں۔ حضرت مغیرہؓ نے یہ فیصلہ قبول کر لیا۔ باہر نکل کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تمہارے صاحب سے مالی معاملات کا انتظام واپس لے لیا گیا ہے۔(1)

(یہ واقعہ اسلامی حکومتی معاملات میں مشاورت، حکمت اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی ذہانت اور سیدنا معاویہؓ کی حکمت عملی نے ریاستی امور کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیادت میں حکمت، گفت و شنید، اور اعتماد کا توازن برقرار رکھنا ضروری ہے، ایک کامیاب قائد وہی ہوتا ہے جو مختلف آراء کو سن کر بہترین فیصلہ کرے، سیاسی بصیرت اور معاملہ فہمی قیادت کے بنیادی اوزار ہیں، جیسا کہ حضرت مغیرہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس دور کی سیاست، قیادت کے چیلنجز، اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات کی ایک دلچسپ جھلک پیش کرتا ہے۔)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی کوفہ پر گورنری کے دوران شبیب بن بجرۃ الاشجعی نے خروج (بغاوت) کیا۔ آپؓ نے اس کے خلاف کثیر بن شہاب الحارثی کو روانہ کیا، جنہوں نے شبیب کو آذربائیجان میں قتل کر دیا۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: شبیب نے کوفہ میں حضرت مغیرہؓ کے خلاف دارالرزق (خراج اکٹھا کرنے کی جگہ) کے قریب خروج کیا اور قتل ہوا۔(2)

نکاح: تعلقات اور سیاست کا امتزاج

نکاح اسلامی معاشرت میں خاندانی تعلقات، حسب و نسب اور سیاسی و سماجی رتبے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ حضرت ابن شوذبؒ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت مغیرہؓ نے ابو سفیان کی چار بیٹیوں سے نکاح کیا، ان میں سے آخری بیٹی جن کے ساتھ ان کا نکاح ہو، وہ لنگڑا کر چلتی تھیں۔ حضرت مغیرہؓ نے ان کا رشتہ سیدنا معاویہؓ سے طلب کیا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: یہ (نکاح) ایک طرح کی ذمہ داری (آزمائش) ہے۔ مغیرہ نے جواب دیا: میں کسی چیز کی

---

(1)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 47/60

(2)۔ خلیفہ بن خیاط، ابو عمرو، (1397ھ)، تاریخ خلیفہ بن خیاط، بیروت: دار القلم، ص209

آزمائش نہیں کر رہا ہوں، میرا مقصد صرف ابو سفیان کی بیٹیوں سے نکاح کرنا ہے۔ چنانچہ معاویہؓ نے ان کا نکاح کرا دیا۔(1)سیدنا مغیرہؓ کا اس بات پر زور دینا کہ وہ جسمانی عیب کی پرواہ نہیں کرتے، سماجی تعلقات میں وسیع النظری کی ایک مثال ہے،ان کی یہ حکمت عملی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح رشتے سماجی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔)

حضرت مغیرہؓ اور عرب کا خوبصورت نوجوان:

امام مسلم بن صبیح کوفی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ اور ایک عرب نوجوان نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ نوجوان خوبصورت اور جاذب نظر تھا۔ عورت نے پیغام بھیجا: تم دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، لیکن میں کسی کو جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اسے دیکھ نہ لوں اور اس سے بات نہ کر لوں، اگر تم چاہو تو ملاقات کے لیے آ جاؤ۔ دونوں وہاں پہنچے، اور عورت نے انہیں ایک جگہ بٹھایا جہاں سے وہ دونوں کو دیکھ اور سن سکے۔ جب مغیرہ نے نوجوان کو دیکھا، اس کی خوبصورتی، جوانی، اور شاندار شخصیت کو دیکھ کر مغیرہ مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ عورت نوجوان کو ترجیح دے گی۔ مغیرہؓ نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہیں خوبصورتی، وجاہت، اور وقار عطا کیا گیا ہے۔ کیا تمہارے پاس ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟نوجوان نے جواب دیا: ہاں، اور اپنی خوبیوں کو بیان کیا۔ پھر سیدنا مغیرہؓ نے کہا: تمہاری حساب کتاب کی صلاحیت کیسی ہے؟نوجوان نے کہا: میں کبھی حساب میں غلطی نہیں کرتا اور خردل(رائی) کے دانے جتنا بھی معاملہ ہو، اسے بھی یاد رکھتا ہوں۔ مغیرہؓ نے کہا: لیکن میں ایک تھیلی میں پیسے ڈال کر کونے میں رکھ دیتا ہوں اور میرے اہل خانہ اسے اپنے مرضی سے خرچ کرتے ہیں۔ مجھے تب تک اس کے ختم ہونے کا پتہ نہیں چلتا جب تک کہ وہ مجھ سے دوسری تھیلی طلب نہ کریں۔ عورت نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے یہ بزرگ جو مجھ پر حساب کتاب نہ کریں، زیادہ پسند ہیں اس نوجوان سے جو مجھ پر خردل کے دانے جتنا بھی حساب رکھے اور اس نے سیدنا مغیرہؓ سے نکاح کر لیا۔(2)(یہ واقعہ ایک دلچسپ مگر عملی سبق دیتا ہے کہ زندگی کے تعلقات میں حکمت، بردباری، اور سخاوت ہمیشہ کامیاب رہتی ہیں، جبکہ کنٹرول اور باریکی سے نگرانی جیسے رویئے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ زندگی کے ساتھی کا انتخاب صرف ظاہری خوبصورتی پر نہیں بلکہ اس کی شخصیت، عادات اور رویئے پر ہونا چاہیے۔ رشتے میں سخاوت اور ایک دوسرے پر اعتماد کو بنیاد بنانا زیادہ پائیدار تعلقات کا سبب بنتا ہے۔)

---

(1)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،49/60

(2)۔ابن عساکر،تاریخ مدینہ دمشق،51/60

امام مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہؓ نے کہا: دنیا میں مجھے کسی نے دھوکہ نہیں دیا، سوائے ایک نوجوان کے جو بنی حارث بن کعب سے تھا۔ میں نے ان کے قبیلے کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ نوجوان نے کہا: امیر صاحب! آپؓ کے لیے یہ عورت مناسب نہیں، میں نے ایک شخص کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ یہ سن کر میں نے اس عورت سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر مجھے خبر ملی کہ اس نوجوان نے اس عورت سے شادی کر لی۔ میں نے اس سے کہا: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ تم نے کسی کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، امیر صاحب، میں نے اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن وہ اس کا والد تھا، جب بھی میں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں، مجھے یہ بات پریشان کرتی ہے کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا۔(1)(اس کی سند ضعیف ہے، یہ واقعہ ہمیں اخلاقی دیانتداری اور تعلقات میں سچائی کی اہمیت پر غور کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔)

عاصم الاحول نے بکر بن عبد اللہ مزنی کے حوالے سے نقل کیا: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا: میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا اور رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھ لو، کیونکہ یہ تمہارے درمیان محبت اور تعلق مضبوط کرنے کا سبب بنے گا۔ چنانچہ میں نے جا کر اسے دیکھا اور اس سے شادی کی۔(2) سیدنا مغیرہؓ نے مزید کہا: میں نے ستر یا اس سے زیادہ خواتین سے شادیاں کیں، لیکن وہ سب سے بہتر ثابت ہوئی۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے سو(100) خواتین کو اپنی حفاظت(نکاح) میں لیا، جن میں قریش اور ثقفی قبیلے کی عورتیں شامل تھیں۔(3)

ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے مالک کو کہتے سنا ہے کہ: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ خواتین سے شادی کرنے میں مشہور تھے۔ وہ کہا کرتے تھے، ایک بیوی والا اگر بیمار ہو جائے تو بیوی بھی اس کے ساتھ بیمار ہو جاتی ہے اور اگر بیوی حیض میں ہو تو شوہر بھی جیسے حیض میں ہو اور دو بیویوں والا دو جلتے ہوئے انگاروں کے درمیان ہوتا ہے۔ آپؓ ایک وقت میں چار شادیاں کرتے اور پھر چاروں کو طلاق دے دیتے تھے۔(4)

منصور بن ابو اسود نے لیث بن ابو سلیم سے نقل کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے اسی (80) خواتین سے نکاح کیا۔ لہذا، میں تم سب سے زیادہ خواتین کو سمجھنے والا ہوں۔ میں عورت کو اس کے حسن کے لیے روکتا تھا، یا اس کے بچوں کی وجہ سے، یا اس کے قبیلے کی وجہ سے یا اس کے مال کی وجہ سے۔ میں نے دیکھا کہ ایک بیوی والا

---

(1)۔الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، (1419ھ)، المجالسۃ وجواھر العلم، بیروت: دار ابن حزم، 109/6

(2)۔النسائی، احمد بن شعیب، (۴۲۶ھ)، السنن النسائی، بیروت: دار العلمیۃ، رقم الحدیث: 3237

(3)۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 178/5

(4)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 55/60

اگر کہیں جائے تو اسے بھی ساتھ لے جاتا ہے، اگر وہ حیض میں ہو تو اس کے ساتھ انتظار کرنا پڑتا ہے اور دو بیویوں والا جیسے دو جلتی ہوئی آگوں کے درمیان ہوتا ہے، لیکن جس کے پاس تین بیویاں ہوں، وہ سکون میں رہتا ہے، اور چار بیویاں ہوں تو وہ ایسے سکون میں ہوتا ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ انہوں نے مزید کہا: کسی کو بھی ایک بیوی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے۔(1)

عبد اللہ بن المبارکؒ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہؓ کی چار بیویاں تھیں، وہ سب ان کے سامنے صف بستہ ہوئیں اور مغیرہؓ نے کہا: تم سب اخلاق میں عمدہ ہو اور لمبی گردنوں والی یعنی خوبصورت ہو، لیکن میں ایسا شخص ہوں، جو طلاق دیتا رہتا ہے۔ پس تم سب کو طلاق دی جاتی ہے۔(2)

حاصل کلام:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ازدواجی معاملات میں ایک منفرد انداز تھا، جو ان کی حکمت، بصیرت، اور عورتوں کو سمجھنے کی گہری صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے مختلف اسباب جیسے حسن، قبیلے، مال، یا بچوں کی وجہ سے نکاح کیے اور اپنے تجربات سے یہ نتیجہ نکالا کہ ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ زندگی زیادہ متوازن اور پر سکون ہو سکتی ہے۔ حضرت مغیرہؓ کے نکاحوں کے تجربات ان کی شخصیت کی گہری فہم، انفرادی پسند اور عملی تدبیر کو واضح کرتے ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر ازدواجی تعلقات میں محبت، تعاون، اور سماجی ضروریات کے درمیان ایک توازن قائم کرنے کی کوشش پر مبنی تھا۔)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ فرمودات:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے حکیمانہ فرمودات حکمت، تدبر اور زندگی کے گہرے تجربات کا نچوڑ ہیں، ان کے اقوال نہ صرف فہم و بصیرت کا خزانہ ہیں بلکہ انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بھی ہیں، ان کے فرامین امت مسلمہ کے لئے کسی انمول خزانے سے کم نہیں۔ حضرت ابن عیینہؒ روایت کرتے ہیں:

”قال المغيرة بن شعبة،الحديث من عاقل أحب إلي من الشهد بماء الرضفة بمحض الأري“(3)

(حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا: ایک عقلمند شخص کی بات (مفید اور دانشمندانہ گفتگو) مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ کوئی مجھے رضفہ کے پانی کے ساتھ صاف اور خالص شہد پلائے۔)

---

(1)۔ایضاً، 56/60

(2)۔ایضاً، 55/60

(3)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 51/60

(حضرت مغیرہؓ کے اس قول میں عقل و دانش کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، ایک عقلمند کی بات سننا یا اس سے مشورہ لینا دنیا کی بہترین نعمتوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ یہاں "رضفہ "ایک جگہ کا نام ہے، جہاں کا پانی بہت میٹھا اور عمدہ سمجھا جاتا تھا۔اسی طرح "محض الأري" خالص شہد کی طرف اشارہ ہے، جو عرب کے لوگوں کے نزدیک ایک اعلیٰ اور پسندیدہ نعمت تھی۔ سیدنا مغیرہؓ کا یہ قول دراصل اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ مادی آسائشیں یا لذتیں عارضی ہیں، لیکن ایک عقلمند شخص کی بات یا نصیحت انسان کی زندگی میں دیرپا اور گہرے اثرات ڈال سکتی ہے۔ آپؓ عقل و حکمت کو دنیاوی لذتوں سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں اور اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ عقل مندوں سے مشورہ لینا اور ان کی دانش کو اہمیت دینا ہی کامیابی کا راستہ ہے۔)

- حماد بن اسحاق الموصلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے مغیرہ بن شعبہؓ سے پوچھا: آپ کی سب سے بڑی خوشی یا لذت کیا باقی ہے؟انہوں نے جواب دیا: بھائیوں یا دوستوں پر احسان کرنا، پھر پوچھا گیا: سب سے بہترین زندگی کس کی ہوتی ہے؟انہوں نے کہا: بہترین زندگی اس انسان کی ہوتی ہے جو دوسروں کے ساتھ جڑا رہے اور ان کی خوشیوں میں شریک ہو۔ پھر پوچھا گیا: سب سے بدترین زندگی کس کی ہوتی ہے؟انہوں نے جواب دیا: وہ جو خود غرض، تنہا اور دوسروں سے لاتعلق رہتا ہے۔(1)
- یہ واقعہ مشہور تابعی سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے، جس میں صحابی رسولؐ اور کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہؓ کی حکمت اور اخلاقیات کا ایک عمدہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے:''حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کوفہ میں چار ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر کا معائنہ کیا، اس دوران لشکر میں سے ایک نوجوان ان کے سامنے سے گزرا۔ مغیرہؓ نے کہا: اس نوجوان کے وظیفے میں اتنا اضافہ کر دو۔ یہ سن کر ایک اور نوجوان جو قریب ہی کھڑا تھا، اٹھا اور کہا: اللہ آپؓ کی اصلاح کرے، یہ میرا چچازاد بھائی ہے، حسب نسب یا شجاعت میں اس کو مجھ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ لہذا میرا وظیفہ بھی اس کے برابر کر دیں۔ مغیرہؓ نے جواب دیا: نہیں، تو اس نوجوان نے کہا: پھر کسی کو حکم دیں کہ میرے وظیفے میں کمی کرے تاکہ لوگ سمجھیں کہ آپؓ مجھ سے ناراض ہیں۔ مغیرہؓ نے کہا: نہیں، اس نوجوان کے والد کے ساتھ میری پرانی دوستی اور تعلق تھا اور تعلقات (معرفت) کا فائدہ اونٹ کے سرکش ہونے یا کتے کے کاٹنے پر بھی ہوتا ہے، تو پھر ایسے شخص کے ساتھ کیوں نہ ہو جس میں مروت اور شرافت ہو؟''(2) یہ حکایت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ انسانی تعلقات میں اخلاق،

(1)۔ایضاً،52/60

(2)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق،53/60

محبت اور دوستی کی اہمیت بہت زیادہ ہے، یہ نہ صرف ذاتی تعلقات کو مضبوط بناتی ہیں بلکہ معاشرے میں ایک بہتر اور انصاف پسند ماحول کو فروغ دیتی ہیں۔

- حضرت یونس بن ابی اسحاق نے ابو السفرؒ سے روایت کی: کسی نے سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے کہا: آپؓ جانبداری برتتے ہیں،
- انہوں نے جواب دیا: شناخت اور تعلق فائدہ مند ہوتا ہے، چاہے وہ ایک سرکش اونٹ کے سامنے ہو یا ایک کاٹنے والے کتے کے سامنے، تو ایک مسلمان کے معاملے میں یہ زیادہ فائدہ مند کیوں نہ ہو؟(1)اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ معاملات کو عملی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور جانبداری کو عمومی انسانی رویہ سمجھتے تھے، بشرطیکہ یہ عدل وانصاف کے خلاف نہ ہو۔
- سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، بلاشبہ آپؓ کا دربان جن لوگوں کو پہچانتا ہے، انہیں اجازت دینے میں ترجیح دیتا ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ اس کا عذر قبول فرمائے، بلاشبہ جان پہچان تو کاٹنے والے کتے اور حملہ کرنے والے اونٹ کے ہاں بھی فائدہ دیتی ہے (کہ وہ اس وجہ سے جانے پہچانے قریب کے لوگوں کو کچھ نہیں کہتے۔) تو مسلمان، صاحب حلم و حسب کے لیے کیوں فائدہ مند نہ ہو؟(اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسانی تعلقات اور جان پہچان مشکلات میں سہولت فراہم کر سکتی ہے۔(2)

یہ قول حضرت مغیرہؓ سے منسوب ہے اور زندگی میں شکر گزاری کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے، اگرچہ اس روایت کی سند ضعیف ہے، لیکن اس میں بیان کردہ حکمت عملی قرآن وسنت کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔

محمد بن عبد العزیز نے ابن عائشہ کے حوالے سے نقل کیا: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا: ''جس نے آپ پر احسان کیا ہو، اس کا شکریہ ادا کریں، اور جو آپ کا شکر گزار ہو، اس پر احسان کریں۔ کیونکہ نعمت کا شکر نہ کرنے سے وہ ختم ہو جاتی ہے، اور شکر کرنے سے باقی رہتی ہے۔ شکر نعمت میں اضافے کا سبب ہے اور فقر سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔''(3)(شکر گذاری نہ صرف روحانی بلکہ معاشرتی فوائد کا بھی ذریعہ ہے۔ خوشحال اور پرامن زندگی گذارنے کا بہترین طریقہ شکر گذاری ہے۔)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت عمرؓ کی تعریف میں کہا: اللہ کی قسم! عمرؓ اس قدر عقل مند تھے کہ کسی کو دھوکہ نہ دیتے اور اس قدر سمجھدار تھے کہ کوئی انہیں دھوکہ نہ دے سکتا تھا۔(4) یہ قول مغیرہ بن شعبہؓ کی طرف سے

---

(1)۔ایضاً، 52/60

(2)۔البخاری، محمد بن اسماعیل، (1419ھ)، االأدب المفرد، الریاض: مکتبہ المعارف، ص732

(3)۔الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، (1419ھ)، المجالسۃ وجواھر العلم، بیروت: دار ابن حزم، 197/6

(4)۔الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، المجالسۃ وجواھر العلم، 291/2

حضرت عمر بن خطابؓ کی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔اگرچہ اس روایت کی سند معضل ہے، لیکن اس میں بیان کی گئی بات حضرت عمرؓ کی معروف شخصیت اور ان کے صفات سے ہم آہنگ ہے۔

وفات حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ: اہم واقعات و مشاہدات

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی وفات اسلامی تاریخ کا ایک اہم باب ہے، جس کے ساتھ ان کی بصیرت، حکمت عملی، اور قیادت کا عہد اختتام پذیر ہوا، ان کی وفات کے وقت کے اہم واقعات اور مشاہدات ان کی زندگی کے اثرات کو اجاگر کرتے ہیں۔عبدالملک بن عمیرؒ نے کہا: میں نے مغیرہ بن شعبہؓ کے جنازے میں شرکت کی، تو دیکھا کہ ایک گندمی رنگت والی بلند قامت عورت، خواتین کے درمیان کھڑی ہو کر نوحہ کر رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

"قرماً كريم المعتصر لا عين منه ولا أثر النجل، يحمله النفر أبكي وأنشد صاحباً قد كنت أخشى بعده، أو أَنْ أُسَامَ بخطتي أني أساء ولا أُسر خسف فأخذ، أو أذر الله درك قد عنيت ، وأنت باقعة ، البشر حلماً إذا طاش الحليم وتارة أفعى-" (1)

(ایک عظیم سردار، بخشش کرنے والا، نہ اس کی آنکھوں کا نشان باقی رہا، نہ اس کا اثر، وہ اپنے قبیلے کے بیٹوں کے لیے وقار کا نشان تھا، میں رو رہی ہوں اور یاد کر رہی ہوں اپنے ساتھی کو، میں اس کے بعد سے ڈرتی تھی، کہ کہیں میرے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔اس کی زندگی میں بھی، اور اس کے بعد بھی، ان کے فیصلے عدل پر مبنی تھے۔اے اللہ! اس پر رحم فرما، وہ لوگوں کے لیے روشنی کا چراغ تھا، وہ خوش مزاج اور حلم والے شخص تھے، جب حلم رکھنے والے افراد بھی بے قابو ہو جاتے تو وہ سکون سے رہتا، اور کبھی ایسا تھا، جیسے ایک جنگلی اژدہا، جو طاقتور اور شجاع تھا(یہ تشبیہ ان کی جنگی مہارت اور شجاعت کو ظاہر کرتی ہے۔)

میں نے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ کہا گیا: یہ ان کی بیوی ہیں، ام کثیر بنت قطن بن عبد اللہ العنصہ بن زید بن اسد بن شداد بن قنان الحارثی۔

حضرت زیاد بن علاقہؒ بیان کرتے ہیں کہ جب مغیرہ بن شعبہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے جریر بن عبد اللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تم اپنے امیر کی سنو اور اطاعت کرو یہاں تک کہ

(1)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 58/60

تمہارے پاس نیا امیر آئے۔ مغیرہؓ کے لیے بخشش طلب کرو، اللہ ان کی مغفرت فرمائے کیونکہ وہ عافیت (امن و سلامتی) کو پسند کرتے تھے۔" ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "وہ معافی کو پسند کرتے تھے۔"(1)

یہ روایت تین بنیادی سبق دیتی ہے: اللہ کا خوف اور اس کی رضا کی طلب، اجتماعی نظام میں قیادت کی اطاعت، معافی اور عافیت جیسی صفات کو اپنانا، انسانی تعلقات کو بہتر بناتا ہے اور ایک پر امن معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے۔

حضرت مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانیؒ ان کے قبر کے قریب کھڑے ہوئے اور ان کی تعرہف میں کچھ اشعار پڑھے: ان اشعار میں سیدنا مغیرہؓ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو شاعرانہ انداز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"إِنَّ تَحْتَ الأَحْجَارِ حَزْمًا وَعَزْمًا وَخَصِيْمًا أَلَدَّ ذَا مِعْلاَقِ "(2)

(یقیناً ان پتھروں کے نیچے ایک سمجھدار، فیاض اور دشمن کے لئے سخت شخص دفن ہے۔ ایک ایسا سخت حریف جو مخالف کے ساتھ خوب جھگڑتا تھا۔)

اس مصرعے میں مغیرہ بن شعبہؓ کی عقل و دانش اور قوتِ ارادہ کی تعریف کی گئی ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ مغیرہؓ ایک ایسا شخص تھا جو اپنی دانشمندی اور فیصلہ سازی میں منفرد تھا۔ یہاں مغیرہ کے جد وجہد اور مضبوط حریف ہونے کا ذکر ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی بات کے دفاع میں انتہائی سخت اور مضبوط موقف اختیار کرنے والے تھے۔

"حَيَّةٌ فِي الوِجَارِ أَرْبَدُ لاَ يَنفَعُ مِنْهُ السَّلِيْمَ نَفْث الرَاقِي"(3)

(وہ ایک خطرناک اژدھا کی مانند تھا جو اپنے بل میں چھپا ہوا ہو، اگر کوئی اس پر قابو پانے کی کوشش کرتا تو وہ بے کار ثابت ہوتی، اور زہر کا اثر دم کرنے والے کی کوشش سے ختم نہ ہوتا۔)

پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم اپنے دشمنوں کے لئے انہائی سخت دشمن تھے اور اپنے دوستوں کے لئے انتہائی مخلص بھائی تھے۔ (اس مصرعے میں مغیرہؓ کو اژدہا سے تشبیہ دی گئی ہے، جو اپنی دانائی، حکمت، طاقت اور سخت مزاجی کے لیے مشہور تھے، یہ ان کے اندر چھپی ہوئی طاقت اور صلاحیت کی عکاسی کرتا ہے، ان کا مقابلہ کرنا آسان نہیں تھا اور ان کی باتوں یا فیصلوں کا اثر اتنا شدید ہوتا تھا کہ کوئی بھی ان کے سامنے کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ مصیبت زدہ کو فائدہ پہنچاتا تھا اور اس کی حکمت سب کے لیے راحت کا ذریعہ تھی۔)

---

(1)۔البخاری، الصحیح البخاری، رقم الحدیث:58

(2)۔ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 1447/4

(3)۔ایضاً، 1447/4

ایک عہد کا اختتام: تاریخ ابن عساکر کے مطابق:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی وفات کوفہ میں مقام ''ثویہ''پر شعبان 50 ہجری میں حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کی خلافت کے دوران ہوئی، اس وقت ان کی عمر ستر (70) برس تھی، اسی مقام پر دفن کیا گیا، کوفہ میں ان کا گھر بھی تھا، اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔(1) خلیفہ بن خیاط کی روایت کے مطابق: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے تقریباً دو سال تک بصرہ کی گورنری کی اور وفات کے وقت کوفہ کے والی تھے، ان کے بعد ان کے بیٹے عروہ نے بطور جانشین کام سنبھالا اور بعض روایات کے مطابق حضرت جریر بن عبداللہؓ کو یہ ذمہ داری دی گئی۔(2)

مرویات کی تعداد:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی سربلندی اور ترویج و اشاعت میں گزاری، آپؓ سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بارہ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ نو احادیث متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم دونوں میں ہیں، جبکہ ایک حدیث صحیح بخاری میں اور دو احادیث صحیح مسلم میں انفرادی طور پر ہیں۔ آپؓ کی مرویات میں مسح علی الخفین اور وضو میں چوتھائی سر کے مسح کی احادیث کو شہرت حاصل ہے۔(3)

خلاصہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ایک شجاع سپہ سالار، مدبر سیاستدان، اور عظیم صحابی رسول تھے، آپؓ طائف میں آباد قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی ذہانت، شجاعت اور فصاحت کی بدولت مغیرۃ الرائے کے لقب سے مشہور تھے، آپؓ نبی کریم ﷺ کے قریب ترین صحابہؓ میں شمار ہوتے تھے۔ سفراء رسول ﷺ بن کر اہل نجران کے پاس گئے، صلح حدیبیہ اور دیگر اہم مواقع پر خادم و محافظ رسول ﷺ کے فرائض انجام دیئے اور بطور کاتب رسول ﷺ معاہدات تحریر فرمائے۔ خلفائے راشدین کے دور میں حضرت مغیرہؓ نے بطور گورنر کوفہ، بصرہ، بحرین اور یمن اپنی بہترین انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے جنگ یمامہ، یرموک، قادسیہ اور نہاوند جیسے اہم معرکوں میں شرکت کی اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کو وسیع کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فارس کے بادشاہ کے دربار میں بطور قاصد اسلام کا پیغام پیش کیا اور اس جنگ میں اسلامی فوج کی قیادت کی۔ یہ جنگ اسلامی فتوحات کا سنگ میل ثابت ہوئی، ان پر لگنے والے

---

(1)۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 60/60

(2)۔ابوعمرو، تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص210

(3)۔الذھبی، شمس الدین، محمد بن احمد، (1405ھ)، سیر اعلام النبلاء، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 32/3

الزامات کی مکمل تحقیقات خلفیہ حضرت عمرؓ نے کروائیں، جس سے اسلامی عدل وانصاف کے اصولوں کی روشن مثال قائم ہوئی۔ حضرت مغیرہؓ کی زندگی شجاعت، سیاسی تدبر، اور اخلاقیات کی اعلیٰ مثال تھی۔

ان کی فصاحت، تدبر و معاملہ فہمی اور قیادت نے اسلامی ریاست کو مضبوط کیا۔ سیدنا مغیرہؓ کی وفات اسلامی تاریخ میں ایک عظیم خسارہ تھی، لیکن ان کی خدمات اور قربانیوں نے ایک ایسا روشن باب چھوڑا جو آج بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آپؓ کی حیات اور کارنامے ایک مسلمان کے لیے رہنمائی کا منبع ہیں، ان کی شخصیت کی خصوصیات، عدل وانصاف کے واقعات اور دین کے لیے ان کی خدمات آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور یہ سبق دیتی ہیں کہ قیادت، حکمت اور ایمان کے اصولوں پر عمل کر کے معاشرتی اور ذاتی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆